احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے لیے

پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر: 8532
قیمت فی پرچہ -/2 روپے

مدیر: چوہدری ریاض احمد
Email: centralanjuman@yahoo.com

فون نمبر: 5863260
5862956

جلد نمبر 96: 11 شوال تا 11 ذیقعد 1430 ہجری یکم تا 31 اکتوبر 2009ء شمارہ نمبر 19-20

جماعت کے ان دوستوں کے لئے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں نصیحت کی باتیں

عزیزان بے خلوص و صدق نکشائند راہے را — مُصفا قطرۂ بائد کہ تا گوہر شود پیدا

اے میرے دوستو جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے اسے سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے ہر یک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دے گا وہ خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گی تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو اس کا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقوے سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

اداریہ

مساوات

وہ شے جس کے لئے دنیا تڑپ رہی ہے

جمہوریت مساوات کی اولاد ہے۔ اور مساوات اسلام کی پیداوار ہے۔ اسلام سے پہلے مساوات کا نام ونشان نہ تھا۔ اس لئے جمہوریت بھی اسلام سے پہلے مفقود تھی۔ اسلام آیا اور اس نے امتیازات نسل ورنگ ونسب وقومیت کو انما المومنون اخوة کا علم بلند کر کے مٹا دیا۔ اور ایک عالمگیر برادری قائم کر کے حکم دیا کہ (۱): نیک باتوں میں ایک دوسرے کے مددگار بن جاؤ۔ مگر بُری باتوں میں کسی کا ساتھ نہ دو (۲): اصول و احکام مذہب پر قائم رہو اور اس میں شاہ وگدا دونوں برابر ہیں۔ (۳): راہ عدل سے انحراف نہ کرو۔ خدا کو حاضر و ناظر سمجھو۔ خواہ یہ حالت تمہیں اپنے ہی نفس پر برداشت کرنی پڑے۔

مساوات کی جلالت وقدر کو عملی طور پر ظاہر کرنے کے لئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے کہا انا بشر مثلکم یعنی میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں اور خدا کا یہ پیغام خلق خدا تک پہنچایا کہ ''اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں پر منقسم کیا تا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو بے شک تم لوگوں میں سے خدا کے نزدیک اس کی عزت زیادہ ہے جو باعتبار پرہیز گاری وتقویٰ تم سب میں بڑھا ہوا ہو''۔

یہ اسی تعلیم کا اثر تھا کہ خالد بن ولید جیسا نامور سپہ سالار اسلامی جنگ آرمینیا میں بوجہ علالت تھوڑی شراب ملے ہوئے پانی سے بطور علاج غسل کرنے پر برسر عام ذلیل ورسوا کیا جاتا ہے۔ اور خلیفہ معتصم باللہ عباسی اپنی بزم عیش میں ایک نوجوان مسلمان عورت کی صدائے دردسن کر جو روم کے دور دراز ملک میں مقید ہے تلملا اٹھتا ہے اور جب تک اس عورت کو رہائی نہیں دلاتا اسے چین نہیں آتا۔

یہ عالمگیر اخوت و ہمدردی جو مساوات کے زریں اصول کا لازمی نتیجہ ہے اور جس کی بدولت مسلمانوں کی قوم تمام عالم میں پھیل گئی تھی اب مفقود ہوگئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب ہم زمانہ حال میں جلالت مآب امیر کابل کو مسلمانوں کے ساتھ خدا کی عبادت میں شریک پاتے ہیں یا راجہ صاحب محمود آباد کو ایک جلسہ میں یہ اعلان کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ میں عام مسلمانوں پر کوئی وجہ فضیلت نہیں رکھتا۔ تو تمام مسلمان حیران رہ جاتے ہیں اور اغیار پکار اٹھتے ہیں کہ کاش اس قسم کی مساوات پیدا کرنے والا مذہب ہمارا ہی مذہب ہوتا۔

آہ یہ قوم کے مشہور دار العلوم دیانند اینگلو ویدک کالج لاہور کے نامور پرنسپل لالہ سائیند اس ایم اے فرماتے ہیں:۔

''اسلام میں ایسی کونسی زنجیر ہے۔ جو نواب اور ادنٰے آدمی کو ملاتی ہے۔ امیر کابل ہندوستان میں آتا ہے اور ایک موچی کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میں دولت کے لحاظ سے اپنی موٹر کار کے لحاظ سے، اپنے نفیس کھانوں کے لحاظ سے اور اپنے اعلےٰ لباس کے لحاظ سے تو اس شخص سے علیحدہ ہوں مگر ایک بات ہے جس سے ہم اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ وہ یہ کہ میرے مذہب سے تعلق رکھتا ہے اور ہم ایک ہی خدا اور ایک ہی مذہب کے معتقد ہیں''۔ پرنسل صاحب اس کے بعد کہتے ہیں کہ ''نہایت بدنصیب ہے وہ قوم جو اس مذہبی زنجیر کو ڈھیلا کرتی ہے'' اور وہ اپنے ہم قوموں سے خطاب کرتے ہیں کہ ''آؤ ہم بھی ویدوں کی ایک زنجیر بنائیں'' لیکن جس بدنصیب قوم کی مثال پیش کر کے پرنسپل سائیند اس نے اپنے ہم مذہبوں کو ابھارا ہے۔ اس کی کیا کیفیت ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ جس کی جیب میں چار پیسے ہیں وہ دو پیسے والے کو خاطر میں نہیں لاتا وہ اپنی عالی نسبی پر نازاں ہے اور ایک مزدوری کرنے والے کو نہایت حقیر سمجھتا ہے۔ اس کے دل میں لباس کی عزت ہے۔ علم وپرہیزگاری کا احترام نہیں ہے اس کے نزدیک زرومال ہی کسی کے لئے باعث قدرو منزلت ہوسکتے ہیں لیکن دیانتداری و ایمانداری کوئی قابل قدر شے نہیں ہے۔ قدیم خیالات کے لوگ یہ روش برادران ملک سے سیکھتے ہیں اور خیال جدید کے امراء یہ طرز عمل یورپ سے سیکھ کر آتے ہیں۔ جہاں طبقہ اعلیٰ وادنیٰ کے درمیان ازلی جدوجہد جاری ہے اور جہاں طبقہ وسطےٰ کے نہ ہونے سے ملک کی اجتماعی (سوشل) حالت سخت خراب ہے۔

ممالک یورپ کی اجتماعی حالت کی خرابی سب سے بڑی دلیل اشتراکین فرقہ سوشلسٹ کا ظہور میں آنا ہے۔ اس فرقہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ محنت کرنے والے ادنٰے طبقہ کو ارباب دولت کے پنجہ ستم سے رہائی دلائے اور انہیں ملک کی عام خوشحالی وفارغ البالی میں حصہ لینے کے قابل بنائے۔ اشتراکین کے خیال میں جو مصائب و مشکلات یورپ کی

سوسائٹی پر نازل ہو رہے ہیں۔ ان کا مخزن و مصدر وہ دولتمند و معقول لوگ ہیں جو عام دولت کو اپنے خزانوں میں بند کر کے زندگی کے لطف اڑاتے ہیں اور ان فرزندان مشقت کی ذرا پرواہ نہیں کرتے جن کی عرق ریزی ان کے نعموں کا موجب ہوتی ہے لہذا سوشلسٹ جماعت یہ چاہتی ہے کہ اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے کام اور اس کا منافع حکومت کے توسط سے عام افراد ملک و ملت پر تقسیم کر دیا جائے اس مدعا کے حصول کے لئے طرح طرح کی مناسب و نامناسب کوششیں عمل میں لائی جاتی ہیں۔

اسلام نے اس نقص کے رفع کرنے کے لئے زکوۃ کا اصول مقرر کیا تھا کہ متمولین کی اصل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ بھی قائم رہے اور اس میں سے دیگر مسلمانوں کو بھی بحصہ رسدی منافع ملتا رہے اور خوشحالی اور تنگدست لوگ بھی ایک حد تک اپنے بھائیوں کی اخوت و ہمدردی سے فائدہ اٹھائیں۔ اسلام کی عالمگیر برادری میں حصہ لینے کے قابل ہو جائیں۔ جدید خیالات نے اس اصول کو بھی اڑا دیا۔ جس کا نتیجہ لامحالہ یہ ہوگا۔ کہ وہ اجتماعی خرابیاں جو تمدن و معاشرت میں پیدا ہوگئی ہیں۔ ہمیں اس کا چارہ کار سوچنا پڑے گا۔

جب یہ حالت ہوگی تو ہماری پوزیشن بالکل ان آریہ کی سی ہوگی۔ جو پرنسپل سائیند اس کی زبان میں نہایت حسرت ویاس کے ساتھ اسلامی مساوات کا ذکر کرتے ہیں اور نہ دلی سے اس امر کے متمنی ہیں کہ کاش وہ بھی اپنے لئے ایک ایسی عالمگیر زنجیر تیار کر سکیں جیسی کہ اسلام نے تیار کر رکھی ہے۔

کیا مسلمان اپنے آپ کو اس زار و زبوں حالت میں دیکھنا چاہتے ہیں؟ اگر وہ اپنی حالت کو اس سے بہتر دیکھنا اور بہتر بنانا چاہتے ہیں تو انہیں نہ صرف آریہ کی آہ بکا کو گوش ہوش سے سننا چاہیے بلکہ بدترین دلخراش آواز کو بھی اپنے دل میں جگہ دینی چاہیے۔

وائیکونٹ پرائس جو کسی زمانہ میں دیوان عام انگلستان (ہوس آف کامنز) کے رکن تھے اور پھر دیوان خاص (ہوس آف لارڈز) کے ممبر بنے اور متحدہ امریکہ میں سفیر برطانیہ کے اہم فرائض انجام بھی دیتے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

”آجکل دولت مند افراد ملت غرباء سے الگ تھلگ رہتے اور ان کے لئے کوئی مشترکہ پلیٹ فارم نہیں ہے۔ جس پر وہ آزادی و اخلاص کے ساتھ باہم بغلگیر ہو سکیں۔ آقا و ملازم میں رفاعت و دوستی مفقود ہے“۔

وائیکونٹ موصوف اپنی یہ خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ ”اگر تمام لوگوں کو ایک ہی رشتہ اخوہ میں منسلک کرنے اور ان میں باہمی ارتباط و اتحاد کی روح پھونکنے میں کامیاب ہو جائیں تو جمہوریت کی کامیابی یقینی ہو جائے اور اس سے نیک نتائج پیدا ہونے میں کچھ شبہ نہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں تعلیم، علمی مباحثات، تقاریر و مواعظ کا اس قدر حامی ہوں کیونکہ انہی نصائح سے ہر طبقے کے افراد کو ایک جگہ مل کر بیٹھنے اور ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا موقع مل سکتا ہے اس کے بغیر ہمیں آئندہ زمانہ میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ان تمام درج بالا تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں لوگ کس طرح مساوات کے ایک جرعہ حیات بخش کے لئے تڑپ رہے ہیں اور وہ تمام وسائل مختلف طبقات و جماعات کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کے لئے بروئے کار لا رہے ہیں۔ برعکس اس کے ہمیں یہ نعمت پہلے سے حاصل ہے اور اس لازوال دولت سے ہمارا خزانہ پہلے ہی بریف ہے اور ہمیں اس پر ناز ہے۔

از: امیر قوم ڈاکٹر عبدالکریم سعید پاشا

خطبہ عید الفطر

تشہد اور تعوذ کے بعد آپ نے قرآن پاک کی سورۃ النحل کی 89 سے 92 تک آیات تلاوت فرمائیں۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ط اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ م بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ط

تمام آیات کی تفسیر انشاء اللہ اگلے دو جمعہ کے خطبات میں بیان ہوں گی قرآن کے مضمون پر پہلے چار خطبے رمضان میں دیئے گئے ہیں اسی کی کڑی آگے جائے گی آج صرف عید کے حوالہ سے میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ولا تکونو ۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کہ ہم روزے رکھ سکیں نمازیں باقاعدگی سے ادا کر سکیں عبادت پورے جوش اور توجہ سے کر سکیں تہجد کی نماز ادا کر سکیں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہیں اپنے ذہن میں نیک ارادے اور نیک خیالات رکھیں اس طرح ہم نے جو بندشیں لگائی تھیں روزے کے دوران عملاً بھی کریں روزے کی تمام روح صرف کھانا پینا ہی ترک کر دینا نہیں بلکہ اس میں ایک روحانی رنگ لاتے ہوئے رمضان گزاریں اِس رمضان میں جن کو اللہ تعالیٰ نے موقع دیا وہ اعتکاف بھی بیٹھے انہوں نے اللہ کو دن رات یاد رکھا اچھی طرح محسوس بھی کیا۔ تمام ماہ اللہ کی مرضی میں گزارتے ہوئے ابدیت کا نمونہ پیش کیا ابدیت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی زندگی بسر کرنا ہم نے پوری کوشش سے اس ابدیت کو پانے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ نزدیکی پانے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے عید کے دن ہم سمجھتے ہیں کہ مقابلۃً پچھلے تمام سالوں کے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہو چکے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اس دوران اللہ تعالیٰ کا جو قرب ہمیں حاصل ہوا ہے اسے ہم جاری رکھ سکیں اور یہ رحمت کا، استغفار کا، توبہ قبول ہو جانے کا مہینہ جس میں کہ اللہ تعالیٰ نے آگ سے بچنے کا وعدہ کیا ہے اور ہم نے دعا اور تسبیح تراویح میں واجرنا من النار بار بار کہا ہے تو ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی ہوگی سورۃ النحل کی آیت ولا تکونو ۔۔۔۔ جس کا ترجمہ ہے اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے محنت کر کے کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حسب معمول رمضان یا عید سے پہلے اور کئی مواقع پر دنیا کی تمام جماعتوں کو ایک پیغام دیتا ہوں تو اس دفعہ میں نے اس آیت کیساتھ پیغام بنا کے بھیجا تو مجھے یہ احساس ہوا کہ اس میں تو اس عورت کی طرح نہ ہو جانے کی مثال ہے۔ یہ پیغام تو یونیورسل PEACE فیڈریشن کے جو مسلمان بھی نہیں ہیں ان کو بھی بھیجا ان کو کہیں یہ احساس نہ ہو کہ اس عورت کی مثال کیوں کر دی

تفاسیر دیکھنے کے بعد اس کا جواب آ گیا کہ آج جو عید ہے جس کا مطلب ہے۔ خوشی اور خوشی بھی ایسی جو بار بار لوٹ کر آئے لیکن یہ خوشی صرف اس sense میں نہیں ہے جیسے کہ دنیا کے مذاہب میں خوشی کے تہوار ہوتے ہیں جو رسموں تک محدود ہوتے ہیں اسلام کی جو اصل خوشی ہے وہ اندر کی خوشی ہے روح کی خوشی ہے اور اس لئے اس خوشی کا جو پہلا ظاہری نذارنہ پیش کیا ہے وہ زائد تکابیر و دو رکعت عید کی نماز کی صورت میں ہے جو ابھی ادا ہوئی ہے ہر عبادت اللہ تعالیٰ کی دو پہلو رکھتی ہے ایک ظاہری اور دوسرا باطنی، ظاہری وہ ہے جسے دیکھا جاتا ہے جو ہم کرتے ہیں جسم کا تعلق زیادہ تر ہمارے جس کی حرکات سے ہوتا ہے یا اس چیز کے ساتھ ہوتا ہے جو ہم نظر سے دیکھ سکیں اگر ہم سجدہ کریں تو ظاہر ہے کہ ہم نے سجدہ کیا ہے لیکن اس کا باطن اس کی روح ہے جیسے چھلکے کے اندر اصل پھل ہوتا ہے جو اسکی روح ہوتی ہے جس کو باطن کہتے ہیں دل کا سجدہ، آنکھوں کا سجدہ آپ کے وجود کا سجدہ اپنے خالق کے سامنے ہوتا ہے آج ظاہری ہم سب نے صاف کپڑے پہنے ہوئے ہیں بڑوں، جوانوں اور بچوں نے بھی نئے صاف کپڑے پہن رکھے ہیں تو یوں ظاہر موازنہ کریں گے باطن کی صفائی کے ساتھ کہ کیا ہمارا باطن بھی ایسا ہی صاف ہے اور جب ہم عید ملیں گے ایک دوسرے کے ساتھ خوشیاں کریں گے کھائیں پئیں گے جو یہ ساری ظاہری باتیں ہیں اور جو تکبیریں ہم نے کہی ہیں کانوں کو ہاتھ لگا کر یہ محسوس کرتے ہوئے کہ اللہ واقعی ہی سب سے بڑا ہے اور تصور میں لا کر ہم نے اللہ اکبر کہا ہے تو ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ باطنی کیفیت اپنے اندر پیدا کریں اگر ہم باطنی عید کے پہلو پر غور کریں تو یہ حقیقی پہلو بار بار اور دیر پا آپ کی زندگی میں آتا رہے گا اگر آپ ظاہر پر غور کریں گے تو آج مسجد سے نکلنے کے بعد سب بھول جائیں گے پھر اگلی عید کا انتظار کر رہے ہوں گے لہذا ابھی سے ہمیں یہ کوشش کرنی ہوگی کہ اسے بار بار آنے والی خوشی بنائیں اور اس کی ابدیت جس کے قریب آنے کی کوشش میں لگے رہے ہیں اسے بڑھاتے جائیں اگر آپ ظاہر دیکھیں تو یہاں پر بہت سارے لوگ ہوں گے جن کو عید اور رمضان میں بھی غم دیکھنے پڑے اور پہلی رمضان کو میرے بھائی بریگیڈیر ناصر فوت ہو گئے اور اس کا غم لئے ہم نے سارے روزے گزارے اور دعاؤں کا موقع بھی ملا اور پرسوں کی رات فضل کریم صاحب کے بیٹے بریگیڈیر شہزاد کریم صاحب رات بارہ بجے عید کے لئے اپنے والدین کی طرف آ رہے تھے کہ راستے میں ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گئے انا اللہ وانا الیہ۔۔۔۔۔اس حادثہ میں ان کی بیگم بھی زخمی ہوئیں اور بچوں کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا آج ہم عید منا رہے ہیں وہ اس کا ظاہری پہلو ہے لیکن اگر ہم اس کے باطنی پہلو پر غور کریں اور فضل کریم صاحب کو جن کو حادثہ کا غم ابھی تازہ ہے وہ اور ہم اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھیں جو ہم نے رمضان کے اندر بہت سارے دکھ دیکھے اور اس دل کے ساتھ کہہ سکیں انا اللہ وانا۔۔۔۔۔تو وہ باطنی پہلو ہوگا اللہ تعالیٰ کی رضا کے آگے جھک جانا بھی عید کے سماں میں ہمارے اندر خوشی پیدا کرے گا کہ ہم اللہ کے قریب ہو گئے ہیں ان واقعات کے حوالہ سے جس آیت میں ایک عورت کا ذکر ہے جس کا نام کچھ تفاسیر میں سیدہ اسد یہ آیا ہے جب مغرب سے کوئی اعتراض لگائے گا کہ عورت کو کیوں قرآن نے اس کو آیت کا ذریعہ بنایا ایک ایسی عورت جس کی یہ کیفیت کہ سارا دن سوت کاتتی رہتی تھی روئی سے دھاگہ بناتی دھاگہ بنا کر وہ گولہ بناتی وہ ایک امیر عورت تھی اس کے ساتھ اس کی بانیاں بھی یہی کام کرتیں اور رات بھر گولوں کے گولے بناتیں پھر یہ بیٹھ کر قینچی سے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتیں یہ مثال بن گئی کہ جب آپ محنت کر کے کوئی چیز پاتے ہیں اور شام کو اسے غرق کر دیتے ہیں تو آپ نے احمقانہ قسم کی حرکت کی ہے۔ کیوں اس کا ظاہر ہمیں نظر آ رہا ہے۔ کہ وہ ایک ذہنی بیمار عورت ہوگی کیونکہ نارمل آدمی ایسے نہیں کرتا اس کا مغز کیا ہے کہ عورت کا ذکر یوں قرآن میں کیوں ہے ہم جو پکے ارادے کرتے ہیں پکے پکے منصوبے بناتے ہیں وعدے کر لیتے ہیں اور اس پر ڈٹے رہنے کی فضول قسمیں کھاتے ہیں تو اس پر اللہ کا قہر آتا ہے لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ ہم نے رمضان کی

گھڑیاں گزاریں تو عملاً! ہم نے اس ماہ میں کیا کیا ہم نے خدا کی راہ میں ایک سوت کا تا ایک بہت ہی بڑا مضبوط دھاگہ بنایا اور ایک بڑا ذخیرہ ایک ماہ کی محنت سے پایا اور پھر اسے آج سے کترنے لگ جائیں کہ یہ چیز چھوڑ دی وہ چیز چھوڑ دی تو ہمارے لئے یہ بہت نقصان دہ چیز ہوگی اور جیسے ہم سوچتے ہیں کہ وہ عورت کتنی بے عقلی کی بات کرتی تھی اگر ہم اپنے پر یہ بات لگائیں کہ یہ کتنی بری بات ہوگی کہ خدا کے ساتھ بنا بنایا تعلق ضائع کر دیا ایک ایک ٹکڑا کر کے ضائع کر دیا اس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جس چیز کو ہم نے بنایا اس کو سائز میں بڑھانے کی کوشش کریں اور استقامت کے ساتھ اس پر قائم رہیں اور اس کو جاری رکھیں آج اگر ہم عید کے روز اپنی طرف سے یہ فیصلہ کریں اور پوری کوشش کریں کہ ہمارے پاس جو عبادت کا کتا ہوا گولہ ہے اسے ضائع نہ ہونے دیں ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دلوں سے پوچھیں کہ رمضان میں وہ کیا چیز تھی جسے گیارہ مہینے سے کرنا چھوڑ دیا تھا مگر اب ریگولر ہو گئے تھے تو ہر ایک کی اپنی لسٹ ہوگی یہاں بہت بڑے بڑے بزرگ بیٹھے ہیں بچے اور جوان مرد اور عورتیں بھی ہیں ان میں ہر کسی کی اپنی لسٹ ہوگی کہ میرے پاس یہ چیز تھی جس کو میں نے پوری کوشش سے ایک ماہ میں قائم کیا تو کیا ہم خود سے یہ نہیں پوچھ سکتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا اور آگے ہم کیا کرنا چاہیں گے مثلاً رمضان کے دوران ہم نے قرآن پاک

باقاعدگی سے پڑھا اس کے معنی سمجھنے کی کوشش بھی کی اور اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کی کوئی ایسا بالغ نہیں ہوگا کہ جس نے رمضان میں خوشی سے نمازیں نہ پڑھی ہوں اور اس میں اب باقاعدگی آگئی ہو کسی نے فیصلہ کر لیا کہ اگر رمضان میں تراویح نہ پڑھ سکیں لیکن تہجد باقاعدگی سے پڑھیں گے فضول باتوں اور غیبت سے بچے رہے ہوں گے جھوٹ گالی گلوچ سے بچے رہے ہوں گے اگر اس قسم کی اپنی لسٹ تیار ہو جائے اور یہ تہیہ کر لیا جائے کہ ان چیزوں کو جو میں کرتا رہا ہوں قائم کروں گا تو آپ سمجھیں کہ ہمارے لئے یہ ایک بہت اچھا موقع ہے کہ ہم اس کو مزید بڑھائیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے میں اپنے آپ سے بھی مخاطب ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقع عطا فرمایا ہے کہ میں جماعت سے بھی مخاطب ہوں اور دنیا میں جہاں کہیں یہ خطبہ سنیں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم نے جو اچھی چیزیں پائی ہیں ان کو ہم ٹکڑے ٹکڑے کر کے یا اس پاگل عورت کی طرح ضائع کر کے نہ پھینک دیں اور نرم روئی سے جب اس کا دھاگہ بناتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ اس میں کتنی طاقت آجاتی ہے وہ ٹوٹتا نہیں ہے جو پتنگ اڑاتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ یہ لوگوں کی گردن کاٹ دیتا ہے اور الیکٹرک سٹی کے پول کو بھی نقصان پہنچاتا ہے آپ دیکھیں کہ اس نرم روئی سے دھاگہ بنانے میں بھی اشارہ ہے کہ جب ایک جماعت جو ایک

نرم روئی کی شکل میں ہے اس کو اکٹھا کرنے کے لئے ایک تاؤ ملا کے اکٹھا کرنے سے طاقت پکڑ سکتے ہیں اور اس طاقت کو کمزور نہیں ہونے دینا چاہیئے اس لئے میں نے مولانا محمد علی صاحب کی نصیحت کہ جماعت کی تقویت کیسے ہو کی کاپیاں بنائی ہیں رسالہ میں بھی شائع ہے تا کہ اسے سب لے جائیں اسے پڑھ کر اس پر توجہ کر کے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں کہ جب ہم انفرادی قوت حاصل کر لیں اور جماعت کو کس طرح طاقتور بنائیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کوشش بھی جاری رکھیں لیکن جو انسان برائیوں، تفرقہ ڈالنا، جسے برا سمجھا جاتا ہے بغاوت کے رستے جو بُرے سمجھے جاتے ہیں ان چیزوں کی طرف دھیان کرنا اس طرح ہمیں خیال کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ یہ اتنا آسان کام نہیں ہے اگر یہ اتنا آسان کام ہوتا تو یہاں سارے مومن اور اولیاء اللہ پھر رہے ہوتے جس کو ہم انسان کی حد تک کہتے ہیں تو ہم کہتے کہ فرشتے پھر رہے ہیں حالانکہ فرشتہ جو ہوتا ہے انسان سے ایک درجہ نیچے ہوتا ہے تو ہم اگر فرشتہ سیرت بن کر پھر رہے ہوں تو یہ ایک مشکل کام ہے ہمارے لئے یہ ایک چیلنج ہے اس چیلنج کو جب ہم قبول کریں گے تو کمزوری آئے گی اور جب آپ نے ایک نیا کپڑا پہنا ہوا ہے اگر آپ فوراً نوٹس کریں کہ سیاہی نے دو تین داغ لگا دیئے ہیں اب مجھے یہ داغ دھونے کے لئے کتنی محنت کرنا پڑے گی کہ یہ کس طرح صاف کیئے جائیں جب انسان ارادہ کرتا ہے تو اس کی جو

دل اور روح ہوتی ہے تو وہ صاف پلیٹ کی طرح ہو جاتی ہے اور اسکے اوپر پھر کوئی دھبا لگتا ہے تو اگر آپ اسے چھوڑتے جائیں گے تو یہ اسی طرح ہو جاتا ہے جس طرح پینٹ کرنے والوں کے کپڑے ہوتے ہیں جو وہ دھوتے نہیں اور ویسے ہی پہن لیتے ہیں تو اس طرح کی شکل اختیار کرتے وہ دل جو کالا ہو گیا ہے پتھر ہو گیا ہے کہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گیا ہے تو اس طرف ہمیں دھیان کرنا چاہیے کہ جہاں آپ محسوس کریں کہ کوئی سیاہ لگ گیا ہے فوراً اس کوشش میں لگ جائیں کہ اس داغ کو ہم کس طرح ہٹا سکتے ہیں اور وہ داغ اگر ہٹا ہے تو آپ صاف ہو جاتے ہیں اس کو کہتے ہیں تو بہ استغفار توبہ سے صاف کرنا پلیٹ کے اوپر کا داغ دھبا ہے تو ایسی صفائی کرنے کے لئے ہم توبہ کریں گے اور استغفار کہیں گے کہ دوبارہ داغ دھبہ لگنے نہ پائے اور استغفار سے آپ گناہوں سے بچے رہیں گے جس کی وجہ سے آپ کے درجات بلند ہوں گے۔ رسول اکرم ﷺ بھی استغفار پڑھتے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جنت میں لوگ کثرت سے استغفار پڑھیں گے تا کہ لوگوں کے رتبے بلند ہوں اور استغفار کے ذریعہ جو گناہ سرزد ہونے والے ہوں وہ بھی نہ ہوں تو اس کے تین پہلو ہوں گے ایک آپ کی حفاظت کہ اگر کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے نقصان سے بچائے اور پھر آپ کے درجات استغفار سے بلند ہوں تو ہم استغفار بھی کریں اور توبہ بھی اس سے پہلے کہ میں خطبہ کو ختم کروں۔ حضرت بلھے شاہؒ جو ایک صوفی بزرگ گزرے ہیں جن کے کلام میں بڑا اثر ہے آپ کا صوفیاء کرام میں شمار ہوتا ہے ان کی نظموں میں، ان کے کافیوں میں، اکثر دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکیوں کو مخاطب کر رہے ہوتے ہیں کہیں ان کے چرخوں کی باتیں کر رہے ہیں۔ کتنے کی باتیں دھاگہ بنانے اور بہت سی ایسی باتیں کر رہے ہوتے ہیں پہلے تو انسان سوچتا ہے کہ سارے اولیاء اللہ عورتوں کے بارے میں کیوں شاعری کر رہے ہوتے ہیں تو آپ سوچئے کہ شاعری عورتوں کے بارہ میں اس لئے کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ جو ہوتے ہیں وہ اقلیت کی زبان بن جاتے ہیں۔ دنیا کے جس زمانے میں یہ لکھی گئی تھی تو اس زمانے میں عورت کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا۔ لڑکیوں کی مہندیاں لگانے، کتنے کی باتیں اور ناچنے کی باتیں ہوتیں تھیں اس لیے وہ اقلیت کے جذبات کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں جو خود نہیں بول رہے ہوتے ان کی جگہ یہ بول رہے ہوتے ہیں تو اس لئے ہم پاپولر بھی ہوتے ہیں اور تفرقہ اور فتویٰ بھی اپنے سر لیتے ہیں تو یہ سوت کتنے کی باتیں لیکن ان کا گہرائی میں مطلب یہ ہوتا ہے کہ جیسے پرانے زمانے میں جس بچی کی شادی ہوتی تھی پہلے وہ سوت کت کر محنت سے اپنا داج بناتی تھی اور پھر تب کوئی سوچ سکتا تھا کہ اب اس بچی کی شادی ہوگی وہ نئے گھر جا سکے گی اور وہاں جا کے بسے گی جو بچی اپنا داج تیار نہیں کر سکتی تھی وہ دھری کی دھری اپنے گھر رہ جاتی تھی مطلب یہ کہ لڑکی کپڑے سلائی کرنا سیکھے، دھاگے بنانا سیکھے، کشیدہ کاری اور سارا کچھ سیکھے۔ حضرت بلھے شاہؒ جیسے ہمیں کہہ رہے ہیں کہ تم بھی اپنے کتن کی طرف دھیان کرو کہ جب تم بیگانے گھر چلے جاؤ گے یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس چلے جاؤ گے اور پھر تم وہاں سے واپس نہ آسکو گے جو کہ یک طرفہ سفر ہے تو اگر آپ نے یہاں سوت نہیں کتا ہوگا تو وہاں جا کے پچھتاؤ گے اور پھر کہتے ہیں کہ اپنی زندگی کے لئے یہاں پر کوئی سامان تیار کرو اس لئے یہ کتن والی کہانی سے وابستہ ہم یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اس کی زندگی میں تیاری کریں اس دن کی جب ہم آگے جائیں گے اور واپس آنے کی کوئی راہ نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہماری زندگی بہتر کرے حضرت بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ

﴿ کر کتن ول دھیان کڑے جد گھر بیگانے
جانویں گی مڑوت نہ اوتھوں آویں گی اوتھے
جا کے پچھتاویں گی کجھ اگوں کر سامان کڑے ﴾

اللہ تعالیٰ ہمیں سوت کتنے کے اس سفر میں مدد فرمائے کہ ہم وہاں جا کر نہ پچھتائیں اللہ تعالیٰ یہ عید سب کے لئے مبارک کرے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کی قبولیت فرمائے۔

آمین۔

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

از قلم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

نوٹ: حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ مکتوب بعض احباب سلسلہ کو فرداً فرداً بھی بھجوایا گیا ہے۔ اب سب احباب سلسلہ پر اس کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے اخبار میں شائع کیا جاتا ہے۔ احمدی دوستوں پر واضح ہونا چاہیے کہ ارشادات امیر پر عمل پیرا ہونے میں ہی ہماری فلاح اور بہبودی پوشیدہ ہے سب احباب سلسلہ کا فرض ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر لبیک کہیں۔

مسلم ٹاؤن۔ ڈاک خانہ اچھرہ

یکم فروری ۱۹۴۴ء

برادر محترم۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جماعت میں قوت اسی وقت پیدا ہوسکتی ہے جب جماعت کا ہر فرد اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرے اور ان کی ادائیگی کے لئے اپنی پوری قوت صرف کردے۔ اس لئے آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس جماعت کو جواب خدا کے فضل سے اپنے آپ کو تمام دنیائے اسلام میں واحد حامل قرآن جماعت ثابت کر چکی ہے قوت واستحکام کے لئے امور ذیل کی طرف توجہ فرمائیں اور اس خط کو اپنے پاس محفوظ رکھ کر وقتاً فوقتاً اسے دیکھتے رہیں اور مندرجہ ذیل امور میں سے جو کام آپ کر سکتے ہیں اس سے دریغ نہ فرمائیں۔

(۱): اپنی بیوی اور اولاد کو دیکھیں اگر ان میں سے کوئی بالغ ایسے ہیں جو اب تک جماعت میں شامل نہیں تو انہیں جماعت میں شامل کریں۔ اس سے نہ صرف جماعت کو قوت ملے گی بلکہ آپ کے گھر میں بھی زیادہ راحت کا سامان ہو جائے گا۔

(۲): اپنے بھائی بہنوں اور دیگر اقارب کی طرف نظر دوڑائیں ان میں سے جو جو ابھی تک اس نعمت سے محروم ہیں ان کو اس طرف لانے کی پوری سعی فرمائیں۔

(۳): اپنے احباب اور شناساؤں کی طرف توجہ کریں اور جن جن کو آپ براہ راست شمولیت جماعت کی دعوت دے سکتے ہیں۔

(۴): آپ کے زیر اثر جو لوگ ہیں یا جن سے آپ کا کسی قسم کا واسطہ پڑتا ہے ان کو سمجھائیں کہ یہ جماعت خدمت اسلام کے بہترین کام میں مصروف ہے وہ بھی اس میں شامل ہو جائیں۔

نوٹ: ان چار گروہوں کو نہ صرف دعوت شمولیت جماعت دیں بلکہ پہلے اس کے لئے خود کوشش آپ کریں جن جن کو پہنچا سکتے ہوں اپنے

ٹریکٹ پہنچائیں۔اس کے بعد اپنی جماعت کے کسی مبلغ سے جو آپ کے پاس آسانی سے پہنچ سکتا ہو مدد لیں اور اگر ضرورت سمجھیں تو مرکز میں اطلاع دیں کہ یہاں سے ایسے لوگوں کے ساتھ خط وکتابت کی جائے یا ان کو ضروری لٹریچر پہنچایا جائے بیعت کے کچھ فارم بھی اس خط کے ساتھ ارسال ہیں۔

(۵): اپنے متعلقین کی طرف یہ توجہ بھی رکھیں کہ وہ حتی الوسع نماز کے پابند رہیں کسی کو اس بارے میں کمزور یا سست دیکھیں تو اسے نرمی سے سمجھائیں اور کوشش کریں۔اسی طرح یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ شعار اسلامی کے پابند ہیں۔اگر کسی نقص کی اصلاح آپ کی طاقت سے بڑھ کر ہے تو دعا سے کام لیں یا کسی اور ذریعہ سے اصلاح کی کوشش کریں۔

(۶): اپنے بچوں کو لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالیں۔

(۷): اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے ہاتھ سے خواہ ایک دو پیسے ماہوار ہی ہوں اشاعت اسلام کے لئے دلوائیں اور ان کا نام باقاعدہ چندہ دہندگان میں لکھوائیں۔اسی طرح آپ ان کے دلوں میں چھوٹی عمر میں تبلیغ اسلام کے جذبہ کا بیج بو دیں گے جو بڑی عمر میں جا کر ایک بڑا درخت بن جائے گا۔

(۸): اپنے گھروں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کو اپنے اردو اور انگریزی اخبارات کو اپنے لٹریچر کو درج کرنے کی کوشش کریں اور یہ چیزیں نہ صرف آپ کی نظر سے گذریں بلکہ آپ کے بیوی بچوں کو نظر سے بھی گذریں۔

(۹):اپنی اولاد کو قرآن کریم باترجمہ پڑھانے کی کوئی تجویز کریں آپ خود پڑھائیں یا اس کے لئے اپنے سنٹر یا علاقہ کے مبلغ کی خدمات حاصل کریں۔ایسی تعلیم ممکن ہو تو روزانہ ہو ورنہ ہفتہ میں ایک دن جو سکولوں ، کالجوں ، دفاتر میں تعطیل کا دن ہو۔ہفتہ میں ایک دن بھی ہو تو سال میں پچاس سبق ہو سکتے ہیں۔

(۱۰): آپ کے لڑکے جو خود کماتے ہیں یا آپ کی لڑکیاں جو شادی شدہ نہیں ان کے متعلق آپ یہ علم حاصل کریں کہ وہ چندہ ماہوار دیتے ہیں یا نہ۔اخبارات سلسلہ ان کے پاس جاتے ہیں یا نہ۔دیگر تحریکات دینی میں حصہ لیتے ہیں یا نہ۔اگر کوئی نقص ہو تو اس کی اصلاح کی خود کوشش کریں۔اپنی کوشش کامیاب نہ ہو تو مرکز میں اطلاع دیں۔

فقط والسلام

خاکسار۔ محمد علی۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس چھٹی کے جواب کا میں دو ماہ تک انتظار کروں گا تا کہ مجھے معلوم ہو کہ کس دوست نے کیا کوشش کی اور اسے کس قدر کامیابی ہوئی۔

از: چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب (گجرات)

حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ

اسلام نے مسلمانوں کو دو نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن سے دنیا کی تمام قومیں محروم ہیں۔ اگر مسلمان ان نعمتوں کی قدر کریں تو انہیں کبھی ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ ایک نعمت قرآن کریم ہے جو دنیا کی ایک واحد الہامی کتاب ہے جو اب تک انسانی دستبرد سے محفوظ ہے۔ جس کے متعلق خود قرآن کریم میں ایک وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کتاب مقدس میں کر رکھا ہے کہ یہ کتاب ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دی گئی ہے اور یہ کتاب بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اسوہ حسنہ:

دوسری نعمت اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایک عظیم الشان ہمہ وقتی اور ابدی نمونہ تمام نوع انسان کے لئے مہیا کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلعم کی شخصیت ایک تاریخی شخصیت ہے۔ حضور کی ہر ایک نقل و حرکت نشست و برخاست۔ قول و فعل تمام شعبہ ہائے زندگی میں حضورؐ کے کارنامے خود قرآن کریم میں اور تاریخی انسانی میں بالکل محفوظ ہیں۔ حضور صلعم دوستوں کے لئے نمونہ ہیں۔ رشتہ داروں، عزیزوں کے لئے نمونہ ہیں انسان کے ہر درجہ اور ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے نمونہ ہیں۔ غرضیکہ شاہوں اور درویشوں سمیت ہر درجہ اور طبقہ کے افراد کے لئے نمونہ ہیں۔ حضورؐ سے قبل جس قدر انبیاءؑ دنیا میں آئے وہ اخلاق کی کسی نہ کسی شاخ کی نمائندگی کرتے رہے۔ جو متفرق تعلیمات متفرق انبیاء کو دی گئیں وہ تمام کی تمام بحیثیت مجموعی آنحضور کو ودیعت کر دی گئیں۔ شاعر نے اس کیفیت کو نہایت خوبصورت پیرا میں یوں قلمند کیا ہے۔

حسن یوسفؑ ۔ دمِ عیسیٰؑ ۔ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہ وہ نعمتیں ہیں جو مسلمانوں کے پاس بطور امانت موجود ہیں جب تک مسلمان ان نعمتوں کی قدر کرتے رہے۔ مشرقی ممالک کے بیشتر حصہ نے اسلام قبول کر لیا۔ مسلمانوں میں بڑا وہی کہلایا جو قرآن کریم کی تبلیغ کرتا رہا اور محمد رسول اللہ صلعم کے اخلاق سے لوگوں کو آشنا کرتا رہا۔ ایک مدت تک مغرب کا اکثر حصہ اسلام سے غیر متاثر رہا۔ ہوا یوں کہ متعصب عیسائیوں نے اسلام کے خلاف زبردست محاذ بنا لیا اور کذب بیانیوں اور افتراء پردازیوں سے کام لینا شروع کر دیا۔ حتی کہ صلیبی غزوات تک نوبت پہنچی وہ اسلام کو تو مغلوب نہ کر سکے مگر اسلام کی ترقی میں انہوں

نے ضرور رکاوٹ پیدا کر دی۔ عیسائی پادریوں نے عیسائیت کی ایک بھونڈی شکل دنیا کے سامنے پیش کر کے کچھ بڑی کامیابی حاصل نہ کی۔ عیسائیوں کی مذموم کوششوں کی وجہ سے وہاں اسلام کا پیغام بھی نہ پہنچ سکا اور عیسائیت کا اثر بھی قائم نہ رہ سکا۔ علمی اور روحانی فضا میں ایک زبردست خلا پیدا ہو گیا۔ سوشلزم آ گیا۔ کیمونزم آ گیا، نازی ازم کی تحریک بھی درحقیقت عیسائیت کے خلاف ہی ایک تنظیم تھی۔ فاشزم بھی عیسائیت سے کچھ تعلق نہ رکھتی تھی یہاں تک کہ ہیومنزم (Humanism) بھی عیسائیت سے ماورائے ایک تحریک ہے جس کے زیر اثر یورپ کے کچھ علماء کام کر رہے ہیں ان حالات میں مشرق میں ایک تحریک اٹھی جس کا اصل مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو دوبارہ قرآن کریم کی تبلیغ اور نبی کریم صلعم کی سیرت کی اشاعت کا علمبردار بنانا چاہیے یہ تحریک احمدیت کے نام سے موسوم ہوئی اور اس کا بانی ایک دیہاتی زمیندار مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں منظر عام پر آیا۔ وہ نہ کوئی مولوی تھا نہ ملاں نہ واعظ تھا نہ پیر و مرشد۔ اللہ تعالیٰ نے سے غلبہ اسلام کے لئے منتخب کر لیا اور اگر سابقون الاولون نے کسی وقت شمشیر کے جوہر دکھائے تھے تو اس زمانہ کے مامور کو قلم کے جوہر دکھانے کے لئے چن لیا گیا۔ اس کی تحریروں نے علمی دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ اسے درحقیقت عیسائیت کے قلع قمع کے لئے مامور کیا گیا تھا اور وہ جو نعمتیں ہم اوپر بیان کر چکے ہیں وہی اسے بطور ہتھیار دے دی گئیں اور وہ پورے علمی ساز و سامان سے مسلح ہو کر مغرب پر حملہ آور ہوا عیسائیت اس کے سامنے نہ ٹھہر سکی وہ عیسائیت جو مشرق پر حملہ آور ہو رہی تھی شکست کھا کر پیچھے ہٹنے لگی اور اس کے مرکز یعنی مغرب پر بھی اس فرستادہ الٰہی نے بڑے زور دار حملے شروع کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی ہی میں انہیں ایک ایسا زبردست کارکن عطا فرمایا تھا جس نے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور انگریزی میں اس کی تفسیر ایسے شاندار پیرایہ میں لکھ کر شائع کی۔ مفسرین نے جو اسرائیلی روایات اور افسانے اپنی تفسیروں میں درج کئے تھے ان کی بے مائیگی و اشگاف الفاظ میں ظاہر کر کے قرآن کریم کا اصل مفہوم واضح کر دیا۔ یہ ایسا کام تھا جو دنیائے اسلام میں صرف اس احمدی مجاہد کے ہاتھ سے سرانجام پایا۔ مرزا غلام احمد صاحب کے اس شاگرد رشید کے قلم سے لکھے ہوئے لٹریچر سے دنیا میں بہت بڑا انقلاب آ گیا۔ علمی دنیا کے نقاط نگاہ بدل گئے اسلام متعلق غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ انہوں نے خدمت اسلام کا ایک وسیع سلسلہ شروع کر دیا اور تمام عمر وہ قرآن کریم کی تبلیغ اور نبی کریم صلعم کی سیرت مختلف طریقوں اور مختلف پیرایوں میں بیان کرتے رہے۔ اور جو کام ایک پوری انجمن دن رات مشغول رہ کر مشکل سے سرانجام دے سکتی تھی اس فرد واحد نے اس خوبی سے سرانجام دیا کہ وہ رہتی دنیا تک انسانی آبادیوں کے لئے ہدایت کا موجب بنا رہے گا۔

ان کا قلم ہر میدان میں دشمنوں کو پامال کرتا رہا۔ حضور نبی کریم صلعم کی سیرت کو انہوں نے نہایت دلآویز پیرایہ میں بیان کیا جس پر پنجاب یونیورسٹی نے ان کو انعام دیا۔ دنیا کی تئیس (23) زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہوئے۔

مولانا مرحوم کی زندگی پر ایک مفصل کتاب مجاہد کبیر کے نام سے ہمارے دوست میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی اور ہمارے عزیز حضرت مولانا کے صاحبزادے میاں محمد احمد صاحب نے بڑی محنت اور جانفشانی سے لکھ کر شائع کر دی ہوئی ہے جسے پڑھ کر انسان کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور اسلام کے متعلق بڑا علم حاصل ہو جاتا ہے مولاناؒ کے علمی کارناموں کی ایک خصوصیت ہے کہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے اسے کمال تک پہنچا دیتے ان کا نام صفحۂ ہستی پر ہمیشہ قائم رہے گا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دِلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوامِ ما

ہمیں مولانا صاحب کی ذات سے بڑی وابستگی رہی ہے اور کئی دفعہ ان کی علمی مجالس میں ہم نے شرکت بھی کی ہے۔ ان کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک ادا تسکین قلب کا باعث بن جاتی تھی۔ ہمیں اپنی لائبریری سے دو کتابچے دستیاب ہوئے جن کو ہم نے بہ تمام و کمال پڑھا اور ان کے پڑھنے سے جو کیفیت ہمارے دل میں پیدا ہوئی اس کا تھوڑا سا پرتو ہم ناظرین کے قلب پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ ایک کتابچہ ''نماز اور ترقی کی تین راہیں'' ہے جو 40 صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ دوسرا کتابچہ انگریزی میں ہے اور 170 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا عنوان ہے The New World: Order یعنی نیا نظامِ عالم۔

نماز اور ترقی کی تین راہیں

قرآن کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ قرآن کریم میں دو احکام کی سخت تاکید ہے یعنی اقامت نماز اور ایتائے زکوۃ۔ کم از کم دن میں پانچ دفعہ مسلمان پر نماز کی ادائیگی فرض قرار دی گئی ہے اور زکوۃ بھی ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے۔ مولانا محمد علی صاحب نے مذکورہ بالا پمفلٹ شائع کیا۔ اس پمفلٹ کو لکھنے والے نے اپنے دماغ کی تمام صلاحیتوں سے بھی کام لیا ہے۔ اور وہ قلب کی گہرائیوں میں اتر کر اس کی مخفی استعدادوں کو بھی عمل میں لے آیا ہے۔

حقیقی نماز اور اس کی برکات

مولاناؒ نے اپنے اس کتابچہ میں ایسے معارف سپرد قلم کئے ہیں کہ اگر اس نوع کی نماز فی الواقع دوبارہ اس کرہ ارض کے مسلمانوں کا شیوہ بن جائے تو ایک نہایت پاکیزہ اور مطہر معاشرہ ظہور میں آ جائے۔ مولانا نے اس کتابچہ کو قرآن شریف کی اس آیت سے شروع کیا ہے۔ **انا اعطینٰك الکوثر فصلّ لربك وانحر۔ ان شانئك هو الابتر۔** اس کی خوبصورت تفسیر کی ہے جو کو پڑھ کر انسان وجد میں آ جاتا ہے۔ اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ہم نے انسان کے لئے نعمتوں کی بہت بڑی فراوانی کا سامان مہیا کر دیا ہے۔ اور اس فراوانی کے حاصل کرنے کے لئے دو ذرائع بتائے ہیں۔ ایک نماز۔ دوسرا قربانی۔ نماز تو یوں ذریعہ بنتی ہے کہ اس سے انسان کے اندر نیک خواہشات پیدا ہو جاتی ہیں اور ان نیک خواہشات کے ماتحت انسان نیکی کی طرف رجوع کرتا ہے اور برائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ نماز ہی درحقیقت مسلمانوں کا معراج ہے اور حضور نبی کریم صلعم کو معراج ہی کے وقت نماز کا حکم صادر ہوا تھا۔ معاشرہ کی تدوین افراد سے ہوتی ہے نماز ہر ایک فرد کا کردار تعمیر کرتی ہے اور اس طرح تیار شدہ کردار کے افراد مجتمع ہو کر جب کوئی کام سرانجام دینا چاہتے ہیں تو اس سے اخوت اور یگانگت کی آہنی زنجیر تیار ہو جاتی ہے۔ جس کی ہر کڑی بذاتہ بڑی مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے۔ جسے دشمن بآسانی نہیں توڑ سکتا۔ یہ زنجیر درحقیقت ایک جماعت ہوتی ہے جو دشمن کے مقابلہ پر ایک آہنی دیوار بن کر کھڑی ہو جاتی ہے۔

غلبہ کا ذریعہ

قرآن کریم نے نماز پر اس لئے بڑا زور دیا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ انسان کو دشمن پر غالب کرنے کا سامان مہیا کرتی ہے اور روح کو پگھلا کر خداوند کے سامنے عاجزی و تذلل کا پیکر بنا دیتی ہے۔ مولانا نے اپنی اس تصنیف میں لکھا ہے کہ رکوع میں جھکا ہوا انسان جب ربی العظیم کہتا ہے تو اس کی یہ پاک خواہش ہوتی ہے کہ وہ دنیا میں جائز طریق پر اور قانون کے اندر رہ کر دیگر افراد معاشرہ کا ہمدرد بن کر دنیوی عظمت کو حاصل کرے۔ اس کے بعد جب وہ سجدے میں گر جاتا ہے خاک پر ناصیہ فرسائی کرتا ہے تو اس کی عاجزی اور تذلل انتہائی حد تک پہنچ جاتی ہے اور اس کی زبان سے سبحان ربی الاعلی نکلتا ہے اس میں وہ خدا کو اعلیٰ کہہ کر اپنی اخروی علو کا طالب ہوتا ہے چونکہ یہاں آخرت کی ترقی کی تمنا ہے اس لئے ربی الاعلی کی تعداد کو دگنا کر دیا جاتا ہے تاکہ دنیوی عظمت کے مقابل پر اخروی علو کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔

رکوع و سجود سے فارغ ہو کر جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو یہ قیام کی حالت اس میں استقامت اور عزم راسخ پیدا کر دیتی ہے۔

اب وہ جماعتی ترقی کا خواستگار ہو جاتا ہے۔ انفرادی ترقی جن بلند اخلاق سے پیدا ہوتی ہے وہ جھکنے اور انکساری سے کام لینے کے بغیر معرض وجود میں نہیں آتی۔ مگر جماعت کا قیام مستعدی۔ تیاری۔ مضبوطی۔ اور استقلال چاہتا ہے۔ نماز میں جب اس قسم کی ترقی کی خواہش دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے حصول کے لئے خداوند تعالیٰ نے نماز کی ہیئیت اس طرح بنائی ہے کہ انسانی جوارح روحانی کیفیتوں کے ساتھ ساتھ کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ جب وہ زبان سے خدا کی عظمت بیان کر رہا ہوتا ہے تو ساتھ ہی انسان خدا کے سامنے جسمانی طور پر بھی جھک رہا ہوتا ہے۔ جب روحانی ترقی کا جذبہ پیدا ہونے لگتا ہے تو جسم خاک میں مل کر روح کو پگھلا رہا ہوتا ہے۔ اجتماعی ترقی کا جذبہ پیدا ہوا تو جسم بھی کھڑا ہو جاتا ہے اور روح کو مضبوطی سے قائم کرنے کے لئے پاؤں پر کھڑے ہو کر استواری کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔

انفرادی اور اجتماعی ترقی کا تعلق ایک خاص

جماعت یا قوم یا مخصوص نظریات کی حامل تنظیم سے ہوتا ہے مگران ترقیوں کے ساتھ جب ایک تیسری ترقی کا تعلق حق وصداقت کی ترقی سے ہے انفرادی واجتماعی ترقیاں بے معنی ہیں۔ اگر اس کے ساتھ حق وصداقت کی ترقی کی خواہش نہ ہو۔ دنیا کی قوموں نے انفرادی و اجتماعی میدانوں میں بڑی ترقیاں کیں مگر ان اجتماعی ترقیوں نے ان کے دلوں میں محدود قومیت کا جذبہ پیدا کیا اور وہ دوسری اقوام سے برسرپیکار ہونے لگ جاتی، یوں دنیا میں فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا اور دنیا محشرستان عذاب بن گئی۔

مولٰینا نے اپنے کتابچہ ''نماز اور ترقی کی تین راہیں'' کے صفحہ 48 پر لکھا ہے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے فاشسٹ اور نازی جماعتوں کی ترقیاں اس کی بین مثال ہیں جو ترقی کی منتہا پر پہنچ کر گریں کیونکہ ان کے نزدیک طاقت کے سامنے سارے اصول ہیچ ہوگئے اور حق وصداقت کا خیال بھی ان کے دلوں سے نکل گیا۔ یہ تو بہت موٹی مثالیں ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ آج دنیا میں جس قدر ترقی کی خواہش ہے وہ جماعتی ترقی تک محدود ہے اور حق وصداقت کا نام صرف زبانوں پر ہے مگر دلوں میں اس کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اسلام نے حق اور صداقت کی یا دین کی ترقی کی تڑپ کو نماز کے ذریعہ قلوبِ انسانی کے اندر داخل کرنا چاہا ہے۔ مولٰینا کے قلم اعجاز رقم نے اس کتابچہ میں علم وعرفان کے دریا بہادیئے ہیں اور بعض قرآنی دعائیں بھی درج ہیں۔ جن کی موزونیت اور درد بھرے انداز بیان سے دلوں میں حق وصداقت کے لئے ایک تڑپ پیدا ہوجاتی ہے۔ جو تڑپ آج سے 13 صد برس پیشتر دلوں کو گرما گئی اور سابقوں الاوّلون کو گرمی رفتار اور گرمی کردار عطا کرگئی جس سے انہوں نے تمام عالم کو تہ وبالا کردیا۔ ہم اس مختصر مضمون میں چند اشاروں پر ہی قناعت کرتے ہیں اصل مضمون اس کتابچہ میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ واضح کردیا گیا ہے۔ ہماری رائے میں مولٰینا کا لکھا ہوا یہ کتابچہ ہر مسلمان کے پاس موجود رہنا چاہیے اور دفتر انجمن سے اسے حاصل کرکے وردِزبان بنالینا چاہیے اور ایک نئی نماز اور نیا انداز رکوع وسجود و قیام اختیار کرکے ترقی کی منازل طے کرنے کا نیا پروگرام اختیار کرلینا چاہیے۔

نیا نظامِ عالم

مولٰینا کی دوسری کتاب جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے اس کا نام The New World Order یا نیا نظام عالم۔ وہ 170 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ مولٰینا نے دنیا کے لئے قرآن کریم سے ماخوذ ایک نیا نظام عالم تجویز کیا ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد جب انسانی وحشت، بربریّت، خونخواری نے بے شمار اتلاف جان و مال کرکے انسانیت کو داغدار کردیا تو فاتح اقوام نے اقوام عالم کی ایک مجلس قائم کی جس کا نام League of Nations رکھا گیا اس وقت یہ خیال کیا گیا کہ یہ امن اور سلامتی کی ضامن ہوگی۔ مگر اس مجلس نے اپنے پہلے ہی اجلاس میں جو دستاویزات تیار کیں۔ وہ تباہی اور بربادی کی دستاویزات تھیں اور اس میں مفتوحین سے ایسا سلوک تجویز کیا گیا کہ گویا وہ انسان کی نسل کشی کا ایک اجازت نامہ تھیں۔ مفتوحین پر ظلم ہوتے رہے۔ ان کے مال و دولت کا استحصال جاری ہوگیا۔ ان پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے جس سے ان کے اندر انتقام کے خوفناک جذبات ابھرنے لگے اور فاتحین کے اندر رقابتیں پیدا ہوگئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایسا نظام عام سطح زمین پر معرض وجود میں آیا جس کے خدوخال دیکھ کر صحرا کے سانپوں اور بچھوؤں اور جنگل کے درندوں اور بھیڑیوں کو شرم آنے لگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ 20 سال کے قلیل عرصہ کے اندر ایک اور ہولناک جنگ آگ بھڑک اٹھی جس میں لاکھوں اور کروڑوں انسان ہلاک ہوئے، بستیاں اجڑ گئیں اور بڑے بڑے شہر مسمار ہوگئے، تہذیب کے علمبرداروں نے اتنی موٹی سی بات نہ سمجھی کہ جس نظام کی بنیاد خود غرضی۔ حسد اور باہمی رقابت اور مسابقت پر ہو اور جس میں اخلاقی اقدار کی مٹی پلید کی گئی ہو وہ نظام کبھی قائم نہیں رہ سکتا اس جنگ کی ہولناکیوں اور سابقہ جنگ کی مابعد تلخیوں کے باوجود اقوام عالم نے کوئی سبق نہ سیکھا اور نظام عالم نمبر 2 کی بنیادیں بھی غیر اخلاقی نظریات پر رکھ دی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب پھر رقابتیں سر نکال رہی ہیں اور جنگ کے شعلے تمام اطراف واکناف عالم میں بھڑک رہے ہیں۔ پہلے جنگ کے وقت اسلام کوئی بڑی طاقت نہ تھی مگر اس وقت اسلامی ممالک کے اندر بھی ترقی کی ایک روح پیدا

ہو چکی ہے اور ان کے باشندوں کے قلوب میں اپنی ترقی کے ولولے ابھر رہے ہیں عیسائی حکومتوں کے ہر دو بلاک آپس میں سخت اختلاف رکھنے کے باوجود اسلام کے خلاف صف آراء ہیں۔

اسلامی نظام کی خصوصیات

حضرت مولانا کا خیال تھا کہ تیسری جنگ کے سامان ابھی سے پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ الفاظ انہوں نے 1944ء میں کہہ دیئے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ یہ تیسری جنگ انسانیت کو بھسم کر کے رکھ دے گی۔ یہاں آکر وہ اسلامی نظام کی وکالت کرتے اور فرماتے ہیں کہ اسلام کا نظام محدود قومیت پر مبنی نہیں وہ تمام انسانیت کو ایک برادری میں پرو دینا چاہتا ہے ان کی رائے میں نسلِ انسانی ایک ایسی وحدت ہے جسے انسانوں کا ایک کنبہ کہنا چاہیے کنبہ کے تمام افراد اور ارکان ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں جس سے اس کنبہ کی اجتماعی قوت بڑھ جاتی ہے۔ مولٰینا کے دل کی تڑپ یہ ہے کہ دنیا کو اس حقیقت کبریٰ سے آشنا کر دیا جائے کہ عالمِ انسانی میں آئندہ امن کا ضامن صرف اسلام ہے اور اسلام کو دنیا کے نہ کسی خطے اور نہ کسی انسانی گروہ سے عناد ہے بلکہ جس طرح تمام مخلوق خدا کی ذات سے وابستہ رہ کر زندہ رہ سکتی ہے، اسی طرح نسلِ انسانی کی بھی حالت ہے کہ اس کی تمام ترقیاں اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ نظام سے وابستہ ہیں۔ اسلام اس قدر وسیع ہے جس قدر کہ خود انسانیت۔ قرآن کریم بائیبل کی طرح صرف وعظ کی کتاب نہیں وہ فی الواقعہ مکمل ضابطہ حیات ہے اور اب انسانوں کے درمیان مستقل امن قائم کر دے گا صرف ایک ہی ذریعہ باقی رہ گیا ہے اور وہ اسلام کے اصولوں پر ایک عالمی معاشرہ کا قیام ہے۔

اسلام کی ساری بنیاد اخلاق پر ہے اور اخلاق اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک جسم سے زیادہ انسان روح کی پرورش کی طرف مائل نہ ہوا اور اس پرورش کا سارا دارومدار خدا کی ذات پر ایمان قائم کرنا ہے۔ قرآن کریم کی ابتداء ہی میں ایمان بالغیب پر زور دیا گیا ہے اور اعلان کیا گیا ہے کہ یہ کتاب صحیح اور سچے اصولوں پر قائم ہے یہ انسان کو یہاں اور وہاں کی زندگی کے تمام کوائف اور زندگی بسر کرنے کے قواعد وضوابط بھی بیان کرتی ہے اور نبی کریم صلعم کی ذات میں ایک مکمل نمونہ تیار کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کی مثال بھی قائم کر کے دکھلا دیتی ہے اور بتلاتی ہے کہ یہاں جو کچھ بوؤ گے وہی وہاں جا کر کاٹو گے۔ سارے قرآن کریم میں بار ہا طرح طرح کے دلائل دے کر انسان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ تمہارے باطن میں ہر وقت خدا کا خوف موجود رہنا چاہیے۔ مگر اس خوف کی بنیاد خدا کی محبت پر رکھی گئی ہے نہ کہ غضب پر جس طرح انسان اپنے کسی محبوب کا تیور ذرا بدل جانے سے گھبرا اٹھتا ہے اور اس کے متعلق دل میں اس کی برہمی کا خوف پیدا ہوتا ہے مگر وہ خوف اس طرح کا خوف نہیں جو کسی دشمن کے دل میں پیدا ہو یا محض کسی کی طاقت سے مرعوب ہو کر انسان ہراساں ہو جائے یہ خوف محبوب کی ناراضگی ہی کا خوف ہے اپنے محسن سے احسان فراموشی کا خوف ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو۔ بڑا پختہ علی وجہ البصیرت ایمان ہو اس ایمان کے ساتھ محبت کی چاشنی ہو اس کے احکام کی بجا آوری میں لذت آتی ہو اس کی عبادت میں ذوق وشوق سے محویت پیدا ہو۔ تب جا کر **لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون** کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

ہم ان چند سطور پر اکتفا کر کے اس کو یہیں ختم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولٰینا کی ان مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور ان کا تجویز کردہ نیا نظام عالم جوان کی قرآن بصیرت و فراست پر مبنی ہے سارے عالم میں کامیابی کے ساتھ نافذ ہو مکمل امن و امان کی فضا ہو اور مسلمان اس قابل ہو جائیں کہ وہ باقی دنیا کو بھی خدا کا پیغام پہنچا سکیں اور جنگ کی ہولناکیوں اور ہلاک آفرینیوں سے اس کرہ ارض کو پاک کر سکیں اور یہی وہ وقت ہوگا جب خدا کی بادشاہت زمین پر اتر آئے گی اور **اشرقت الارض بنور ربھا** کا سماں پیدا ہو جائے گا۔ اے خدا ہمارے ملک کو بھی اور باقی دنیا کو بھی امن عطا فرما۔ اور انسانوں کے دلوں کو سرکشیوں کے زہر سے پاک کر دے تا کہ وہ تیرے آستانہ پر نہایت خضوع اور انکسار سے گر گر کر شیطان سے پناہ مانگتے رہیں، اے خدا تو ہمیشہ ان کا حامی وناصر ہو تا کہ لوگ تیرے محبوب رسول کی پیروی کرنے لگ جائیں اور انہیں قرآن کریم پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔ آمین۔

محمد علی کون ہیں؟

جہاں میں اہلِ خبر کے سوا کچھ اور نہیں
چمن میں بادِ سحر کے سوا کچھ اور نہیں

برہنہ پا بھی چلے آؤ اس کے گلشن میں
زمیں پہ سبزہ تر کے سوا کچھ اور نہیں

زباں پہ جب بھی محمد علی کا نام آیا
کھلا کہ دیں کی سپر کے سوا کچھ اور نہیں

دیارِ غیر میں اس کے قلم کی جولانی
جہاں پہ خوف و خطر کے سوا کچھ اور نہیں

فقیہہ شہر کہ ہے اس کا خوشہ چیں لیکن
سراپا فتنہ و شر کے سوا کچھ اور نہیں

وہ جس کی آہِ سحر گاہ کے سبب علوی
کھلا تھا باب اثر کے سوا کچھ اور نہیں

سمجھ سکے نہ جسے مفتیانِ دیں اب تک
نشانِ راہگیزر کے سوا کچھ اور نہیں

نظر نواز وہ صورت، یہ دلنواز چلن
قسم ہے نورِ سحر کے سوا کچھ اور نہیں

بھٹک رہے ہو کہاں منزلوں کے متوالو
یہ رہنمائے سفر کے سوا کچھ اور نہیں

وہ جس کی آہِ سحر گاہ کے سبب علوی
کھلا تھا باب اثر کے سوا کچھ اور نہیں

کلام علوی

شبان الاحمدیہ مرکزیہ

بچوں کے لئے

قرآن کریم کے بارے میں

دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن مجید ہے۔اس کے کل تیس پارے ہیں۔

قرآن مجید میں کل 114 سورتیں ہیں جن میں سے 24 مدنی ہیں اور 90 مکی ہیں۔

قرآن مجید کی مجموعی آیتیں 6666 ہیں۔

قرآن پاک کے تیس پاروں میں 105682 نقطے ہیں۔

قرآن مجید کی کل سات منزلیں ہیں۔

قرآن مجید میں نماز کے بارے میں 700 مرتبہ تاکید کی گئی ہے۔

قرآن مجید میں ''قل'' کا لفظ 332 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن مجید کے کل کلمات کی تعداد 8655 ہے۔

قرآن مجید میں لفظ ''محمدؐ'' تین بار آیا ہے ۔سورہ آل عمران میں۔۔۔سورہ فتح میں۔۔۔سورہ فتح میں۔

طاقتوروں کی بے بسی

ایک مرتبہ امام شافعی ایک خلیفہ کے دربار میں موجود تھے۔ایک مکھی خلیفہ کو بے حد پریشان کر رہی تھی۔ خلیفہ نے تنگ آ کر کہا! ''نہ جانے اس مکھی کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت تھی؟''

امام شافعی نے فرمایا:''اس میں یہ حکمت ہے کہ طاقتوروں کو ان کی طاقت کی بے بسی دکھائے''۔

خوبصورت باتیں

بدترین جھوٹ وہ ہے جس میں کچھ سچ بھی شامل ہو۔عظیم خیالات پر عمل کیا جاتا ہے تو عظیم کارنامے بن جاتے ہیں۔

آنکھیں اپنے آپ پر یقین کرتی ہیں اور کان دوسرے لوگوں پر۔

گفتگو چاندی ہے اور خاموشی سونا۔

شکستہ کشتیوں کو ساحل کے قریب ہی رہنا چاہیے۔

یہ شکست ہی ہے جو آدمی کو ناقابل شکست بنا دیتی ہے۔

اقوال زریں

آدمی کے لئے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ مسلمان کو حقیر سمجھے۔(حضرت محمد ﷺ) جس کو مسلمان کا غم نہ ہو وہ میری امت میں سے نہیں۔

ظالموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم ہے (حضرت عمر فاروق اعظمؓ)۔

شروع کرنا تیرا کام ہے اور تکمیل کرنا خدا کا (حضرت غوث اعظم)

مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے (البیرونی)۔

سچے دوست پھول کی مانند ہوتے ہیں۔

جھوٹ بولنے کے نقصان

جھوٹ بولنے سے یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔

ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

جھوٹ میں وقتی فائدہ اور مستقبل میں گھاٹا ہے۔

جھوٹ کے محل اندر سے بے سکون ہوتے ہیں۔

جھوٹ روحانی اور جسمانی بیماریوں کی جڑ ہے۔

جھوٹ اور ایمان ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔

جھوٹ چھوٹی بڑی نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔

جھوٹ عبادات کے ثمرات سے محروم رکھتا ہے۔

حمد

تو ہے اللہ اور رحمان
سب سے اونچی تیری شان
تو جس کو چاہے عزت دے
تو جس کو چاہے ذلت دے
سب کے لئے ہے تیرا لنگر
جس کو چاہے کرے تو نگر
چاند اور سورج تو نے بنائے
کیسے کیسے سبزے لگائے
مشکل میں جو تجھے پکارے
کام تو اسکے خوب سنوارے
تیری قدرت ہے لافانی
تیرا کوئی نہیں ہے ثانی
جتنے بھی سرتاج ہوئے ہیں
سب تیرے محتاج ہوئے ہیں
تو سب پر ہے رحمت کرتا
سب کی پوری ضرورت کرتا
حامد کی جھولی بھر دے
اس پر بھی اپنی رحمت کر دے

کوئز برائے اطفال الاحمدیہ

تمام بچوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ نیچے درج سوالات آپ سے پوچھے جا رہے ہیں یہ وہی سوال ہیں جو جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ سے پوچھے جاتے ہیں۔تمام سوالات کے درست جوابات دینے والے بچے کا نام آئندہ شمارے میں دیا جائے گا۔

(1): کون سا مذہب صلح اور امن سے مل جل کر رہنے کی تعلیم دیتا ہے؟

(2): آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کو تبلیغ اسلام سے روکنے کے لئے کفار مکہ نے ایک جگہ محصور کر دیا تھا اس جگہ کا نام بتائیں؟

(3): نماز میں ہماری سوچ کیا ہونی چاہیے؟

(4): حضورؐ کے دو صفاتی نام بتائیں؟

(5): حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کب پیدا ہوئے؟

جماعتی خبریں

اپیل برائے دعائیہ فنڈ 2009ء

حضرت مجدد صد چہاردہم مہدی معہود مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے جماعت کو کئی خصوصیات سے نوازا ہے ان میں سے ایک سالانہ دعائیہ کا انعقاد ہے یہ ایسی خصوصیت ہے جو ہماری اجتماعی زندگی کی بنیاد ہے اس دعائیہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ ہر شریک کو دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اس کی معلومات وسیع ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کی معرفت میں ترقی ہو اور اس کے علاوہ معاشرتی فوائد بھی حاصل ہوں یہ سب صرف مل بیٹھ کر تبادلہ خیالات سے ہی پورے ہو سکتے ہیں اسی لئے تمام احباب وخواتین جماعت کی شمولیت اس میں بے حد ضروری ہے موجودہ دور میں افراط زر کی وجہ سے ہر چیز کی قیمت چار پانچ گنا بڑھ گئی ہے ہر فرد کے لئے معاشی اور معاشرتی مشکلات پیدا ہوگئی ہیں اشاعت قرآن کے ذرائع بھی مزید اخراجات کے متقاضی ہیں اس لئے تمام صاحب ثروت حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس مرتبہ دل کھول کر سالانہ دعائیہ لے فنڈ میں حصہ لیں اور اپنی روایات کو قائم رکھیں۔

اطلاع

محترم ڈاکٹر عبدالوحید صاحب مدیر پیغام صلح نے بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مدیر کے عہدہ پر مزید کام کرنے سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے استعفیٰ دے دیا ہے انجمن نے محترم چوہدری ریاض احمد صاحب کو مدیر پیغام صلح مقرر کیا ہے۔ ادارہ محترم ڈاکٹر عبدالوحید صاحب کی پیغام صلح کے اجرا میں محنت اور خوش اسلوبی سے کام کرنے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور شکریہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

دعوت شرکت دعائیہ 2009ء

تمام احباب وخواتین جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ امسال مرکزی انجمن نے سالانہ دعائیہ کی تاریخیں 24 تا 28 دسمبر 2009 مقرر کی ہیں۔

آپ سے درخواست ہیں کہ دعائیہ میں شرکت فرمائیں اور غیر از جماعت احباب وخواتین کو بھی اس میں شامل ہونے کی دعوت دیں، اپنے گرم بستر ساتھ لائیں اور جلد از جلد دفتر انجمن کو اطلاع دیں کہ آپ کب اور کتنے افراد کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں تا کہ آپ سب کے لئے قیام و طعام کا بندوبست کیا جاسکے۔ اس سلسلے میں انچارج دعائیہ عادل افضل صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری سے رابطہ قائم کریں۔

عامر عزیز

جنرل سیکرٹری (احمدیہ انجمن لاہور)

اپیل دستکاری

سالانہ دعائیہ کے موقع پر ہر سال خواتین خصوصی اجلاس میں مختلف موضوعات پر تقاریر کے علاوہ نہایت خوبصورت دستکاری بھی پیش کرتی ہیں۔

گذشتہ سال دستکاری کی نہایت کامیاب، قابل تحسین اور قابل فخر کامیابی صرف اور صرف آپ کے تعاون اور محنت سے ممکن ہوئی۔

آپ سے درخواست ہے کہ دستکاری کی نمائش میں حصہ لینے کی تیاری ابھی سے شروع کردیں اور دوسری بہنوں کو بھی ترغیب دلائیں۔

آپ کی یہ چھوٹی سی انفرادی کوشش جماعت کے عظیم کاموں میں آپ کو حصہ دار بنا دیتی ہے۔ امید ہے کہ اس سال بھی دستکاری کی نمائش اور آمدنی مزید بہتر ہوگی۔

آپ کی تجاویز کی منتظر

بشریٰ علوی

سیکرٹری۔ دستکاری خواتین

دورہ چک نمبر 81 جنوبی سرگودھا

مورخہ 16 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک مرکزی انجمن، تنظیم خواتین اور شبان الاحمدیہ نے حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر قیادت چک 81 کا دورہ کیا۔ جہاں پر حضرت امیر قوم نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ جس میں نوجوانوں، بچوں، بچیوں اور مرد وخواتین کی کثیر تعداد شامل ہوئی۔ حضرت امیر کے خطبہ کو حاضرین نے سراہا اور ان کی ایمان افروز نصائح سے اپنے دلوں کو منور کیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد جنرل سیکرٹری عامر عزیز صاحب نے ایک لیکچر دیا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے حال ہی میں پاکستان کے دانشور اور علماء حضرات جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمات کا اعتراف کیا اس کو ملٹی میڈیا کے ذریعہ دکھایا۔ جس کو حاضرین نے بہت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور سنا۔

ڈاکٹر احسن صاحب جماعت صدر چک 81 نے مرکزی انجمن، تنظیم خواتین اور شبان الاحمدیہ کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور انجمن سے اپیل کی کہ وہ اپنے دورہ جات اسی باقاعدگی سے جاری رکھے۔ حضرت امیر قوم اور جنرل سیکرٹری صاحب نے ان تمام احباب سے ملاقات کی جو جماعت سے بعض وجوہات کی بناء پر خاموش ہوگئے تھے۔ انہوں نے اس کوشش کو سراہا۔ بعض غیر از جماعت سے بھی ملاقات ہوئی اور تمام احباب کو دعائیہ میں شرکت کی دعوت دی۔

تنظیم خواتین کی نمائندگان نے بھی تمام خواتین جماعت سے ملاقات کی اور انہیں جماعت کے مقاصد سے آگاہ کیا اور انہیں خدمت دین کے لئے آمادہ کیا اور خواتین اور بچیوں کو سالانہ دعائیہ میں شرکت کی دعوت بھی دی۔

شبان الاحمدیہ نے ممبران نے تمام نوجوانوں سے ملاقات کی انہیں دینی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی اور سالانہ دعائیہ میں شرکت پر بھی زور دیا۔

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر چوہدری ریاض احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح، دارالسلام۔ ۵۔ عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

احمدیہ انجمن لاہور کی خصوصیات

- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پرانا۔
- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
- قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

صرف احبابِ جماعت کیلئے